باسمہ تعالیٰ

محب ومکرم جناب مولانا مفتی شبیر احمد زیدت مکارمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا فیکس ملا آج سے کئی سال پہلے آپ کے شہر بلیک برن ہی سے ایک استفتاء موصول ہوا تھا اس وقت اس کا جواب دیا گیا تھا، اس کی ایک نقل مع استفتاء آپ کی خدمت میں بھیجی جارہی ہے، جس سے آپ کے سارے اشکالات دور ہو جائیں گے اس کے باوجود آپ نے اپنے فیکس میں جو سوالات اٹھائے ہیں ان کا بھی بالترتیب جواب دیا جاتا ہے۔

(۱) پہلی ہی شکل اختیار کی جائے

(۲) ان نمازوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں

(۳) اس کا جواب ہم رشتہ نقل میں موجود ہے   فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ احمد خانپوری

بتاریخ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

TO. MAULANA MUFTI
SHABBIR AHMED SAB

FAX - 0044-1706 827907

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:- یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں ان میں خلط ملط کیا جاتا ہے، اور اسی کے نتیجہ میں پیچیدگی پیدا ہوتی ہے، پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے جہت قبلہ سے منحرف ہو کر نماز ادا کی تو کتنا انحراف معاف ہے؟ اور کتنے انحراف سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟ تو اس سلسلہ میں عموماً ہمارے علماء نے پینتالیس درجہ تک کے انحراف کو معاف قرار دیکر اس سے زائد انحراف کو مفسد صلوۃ قرار دیا ہے۔ (دیکھئے فتاوی دار العلوم، امداد المفتین مطبوعہ کراچی جلد دوم صفحہ نمبر ۴۱۶، امداد الفتاوی ۱/۲۱۷، احسن الفتاوی ۲/۳۱۳) بعض اکابر نے بنا بر احتیاط چوبیس درجہ تک کے انحراف کو معاف قرار دیکر اس سے زائد انحراف کو مفسد صلوۃ قرار دیا ہے، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہم فرماتے ہیں "معمولی انحراف ہو تو نماز ہو جائیگی اور اگر ۲۵ ڈگری یا اس سے زیادہ ہو تو نہیں ہوگی" (آپ کے مسائل اور انکا حل ۲/۱۸۹) حضرت اقدس تھانویؒ نے بھی اسی کو احتیاط بتلایا ہے (فتاوی دار العلوم (امداد المفتین) مطبوعہ کراچی جلد دوم صفحہ ۴۲۷)

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب نماز کی ادائیگی کے لئے مکان مخصوص (بصورت مسجد یا جماعت خانہ) تیار کیا جائے تو اسکے بنانے والوں کو کیا کرنا چاہئے؟ ستو اسکا حکم یہ ہے کہ "مسجد تعمیر کرنے والوں پر صحیح سمت قبلہ متعین کر کے مسجد کا رخ اس کے مطابق کرنا تا حد امکان ضروری ہے" (کفایت المفتی ۳/۱۴۱)

حضرت اقدس تھانویؒ فرماتے ہیں "لیکن قصداً مسجد منحرف بنانا جس میں مفسدۂ مذکورہ یعنی تخطیہ سے زیادہ مفاسد ہیں جیسے افتراق بین المسلمین، واطالت لسان معترضین، وجسارت عوام علی الخروج عن الحدود، واستخفاف حدود وامثالھا، خلاف مصلحت ہے نظیرہ ما مر من عدم اعتبار النجوم فی المساجد القدیمۃ وفی اعتبارھا فی المفاوز، ان مفاسد کے مقابلہ میں رقبہ کا کم ہو جانا اہون ہے (امداد الفتاوی مطبوعہ دیوبند ۱/۲۱۹)

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں "قصداً باوجود علم کے نو دس درجہ کے انحراف کو نظر انداز کر دینا اور غلط سمت پر نماز پڑھنا مسلمانوں کے قلوب میں خطرات اور وساوس پیدا کرنے اور استقبال قبلہ کی وقعت کو گھٹانے کا موجب ہوگا، اس لئے مسجد میں صحیح سمت کے نشان قائم کر کے ہی نمازیں ادا کرنی چاہئیں، ہاں یہ صحیح ہے کہ ادا شدہ نمازوں کا اعادہ لازم نہیں" (کفایت المفتی ۳/۱۳۷)

حضرت اقدس فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن صاحبؒ سے ایک ایسی مسجد کے متعلق جس کا انحراف اٹھارہ ڈگری ہی تھا اور جو مشکل آپ نے سوال میں لکھی ہے اسی کے حل کے لئے انہوں نے یہ تفاوت روا رکھا تھا، پوچھا گیا۔

اسکے جواب میں تحریر فرماتے ہیں ''آپ کی لکھی ہوئی تین صورتوں میں سے نقشہ نمبر دو کے موافق نماز ادا کرنا بلاشبہ درست ہے اگر چہ صفیں ٹیڑھی ہی ہونگی مگر رخ صحیح ہوگا اسلئے کہ یہ ٹیڑھا پن کمرہ کی تعمیر کے لحاظ سے ہے، قبلہ کے رخ کے لحاظ سے نہیں، سو اس میں مضائقہ نہیں۔ نقشہ نمبر ایک اور نمبر تین کی صورت میں کمرہ کے اعتبار سے تو صفیں سیدھی ہیں، ٹیڑھی نہیں، لیکن قبلہ کا رخ برابر نہیں، اگر چہ اتنا فرق نہیں کہ بالکل سمت قبلہ باقی نہ رہے اور نماز کو قطعاً فاسد قرار دیا جائے لیکن قصداً اتنا فرق بھی نہ کیا جائے اس سے بھی بچنا چاہئے'' (فتاوی محمودیہ ۲۵۹/۱۲)

آپ نے محراب تعمیر کرتے وقت مذکورہ بالا ہدایت و احتیاط کا لحاظ نہیں کیا اور آج جب کہ اس کے مفاسد سامنے آ رہے ہیں تو پریشان ہو رہے ہیں اور جو حضرات اپنی انفرادی نمازوں میں صحیح سمت پر رخ کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں ان پر فتنہ بھڑکانے کا الزام دے رہے ہیں آپ کا یہ رویہ کتنا مبنی بر انصاف ہے وہ آپ ہی بتلائیں؟ خصوصاً جب کہ آپ کی مسجد کا انحراف ۳۵ ڈگری ہے تو حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہم کے فتوی کے بموجب تو نماز ہی نہیں ہوگی اسلئے آپ ہی صفوف کا رخ سمت قبلہ کی طرف درست فرما کر لوگوں کی نماز کو متفق علیہ طریقہ پر صحیح بنانے کی فکر کیجئے اور فتنہ کا دروازہ کھول کر مسلمانوں میں افتراق پیدا ہو اس سے پہلے ہی فتنہ کی جڑ کاٹ دیجئے۔

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

کتبہ العبد احمد عفی عنہ خانپوری

۲۱/ جمادالاولی ۱۴۱۸ھ